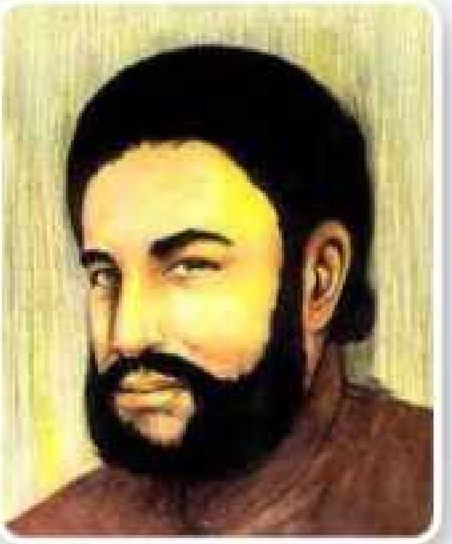

میر تقی میرؔ

(۱۷۲۳ء-۱۸۱۰ء)

اصل نام میر محمد تقی تھا اور میرؔ تخلص کرتے تھے۔ جائے ولادت اکبر آباد (آگرہ، انڈیا) ہے۔ والد گرامی کا نام میر علی متقی تھا جو ایک درویش منش، عاشق صالح اور شب بیدار صوفی تھے۔ اگرچہ والد کا سایہ اُس وقت ہی سر سے اُٹھ گیا تھا جب میرؔ کی عمر فقط گیارہ سال تھی مگر اُن کی باتیں عمر بھر دل پر نقش رہیں۔ میرؔ اپنی خود نوشت "ذکرِ میرؔ" میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ انھوں نے ایک دن مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے بیٹے! عشق اختیار کر کیوں کہ بے عشق زندگی وبال ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہے، عشق کا مظہر ہے۔ کائنات کی سب چیزیں عشق میں سرگرداں ہیں۔ دنیا ایک ہنگامے سے زیادہ کچھ نہیں۔ کسی ایسے کا عاشق بن، جس کا یہ دنیا آئینہ ہے۔"

چناں چہ میرؔ کی ساری عمر عشق سے عبارت ہے اور عشق میں درد و غم اور ہجر و فراق سے واسطہ پڑنا ایک لازمی امر ہے۔ والد کے انتقال کے ساتھ ہی میرؔ کی پریشانیوں کا آغاز ہو گیا۔ تلاشِ معاش کی فکر انھیں آگرے سے دِلّی لے آئی۔ پہلے ایک نواب کے یہاں ملازم ہوئے، پھر اپنے ماموں سراج الدین خان آرزو کے زیرِ دست رہے اور اُن کی بدسلوکی سے دل برداشتہ ہو گئے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب نادر شاہ، احمد شاہ ابدالی، مرہٹوں اور سکھوں کے تابڑ توڑ حملوں نے دِلّی کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا تھا اور لوگ ترکِ سکونت اور ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے، چناں چہ میر تقی میرؔ بھی عاجز آ کر ساٹھ سال کی عمر میں لکھنؤ چلے گئے اور زندگی کے باقی ایام وہیں گزار کر راہیِ ملکِ عدم ہوئے۔ چناں چہ ان حالات کے زیرِ اثر میرؔ کا کلام بھی درد و سوز سے لبریز ہے۔

میرؔ کو غزل کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ انھوں نے تقریباً ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے مگر ان کی شناخت غزل سے ہے اور غزل کی شناخت ان سے ہے۔ انھوں نے غزل میں سادہ بیانی کو شعار بنایا اور اس میں وہ تاثر پیدا کیا کہ اُردو کے عظیم شاعروں: ناسخؔ، ذوقؔ، غالبؔ، حسرتؔ، مجروحؔ اور اکبر الٰہ آبادی جیسے نام ور شاعروں نے ان کی عظمت کو سلام اور انھیں اپنا استاد تسلیم کیا۔

میرؔ کی زبان، شُستہ، سادہ اور پاکیزہ ہے۔ ان کے بیان میں عاشقانہ مضامین اور سوز و گداز کی بہتات ہے۔ تصوّف کے مضامین بھی موجود ہیں جو اُن کے عہد کی سیاسی و معاشرتی حالات کی عکاسی کرتے ہیں۔ شاملِ کتاب غزل ان میں سے ایک ہے۔

NOT FOR SALE
PCTB

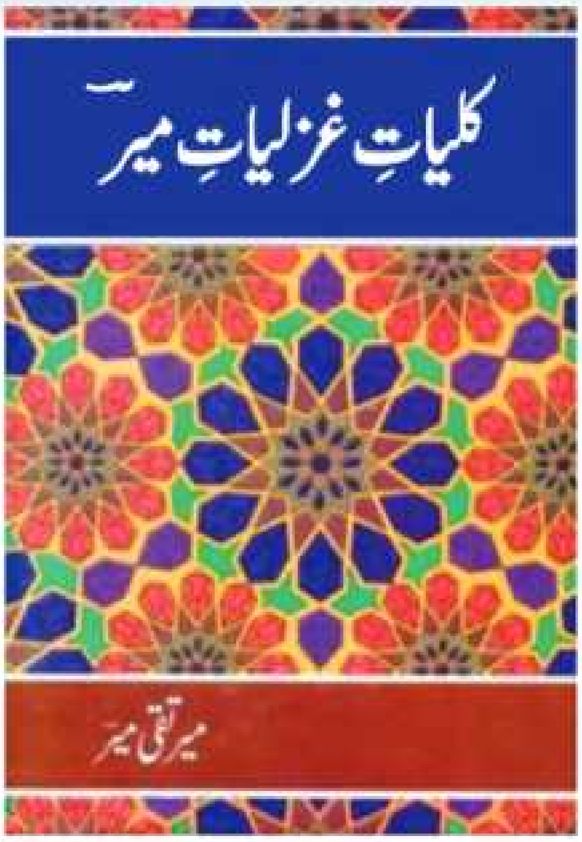

غزل

مقاصدِ تدریس:

۱۔ طلبہ کو اُردو غزل کے مضامین و موضوعات سے روشناس کرنا۔
۲۔ طلبہ کو اُردو غزل کی تاریخ میں میر تقی میر کے مقام و مرتبے سے آگاہ کرنا۔
۳۔ طلبہ کو میر تقی میر کے اندازِ بیان سے متعارف کرنا۔
۴۔ طلبہ کو سہلِ ممتنع کے معنی و مفہوم سے روشناس کرنا اور اس کی مثالیں دینا۔

فقیرانہ آئے، صدا کر چلے
میاں خوش رہو، ہم دُعا کر چلے

جو تجھ بِن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو اب وفا کر چلے

شِفا اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی
کہ مقدور تک تو دوا کر چلے

دکھائی دیے یوں کہ بے خود کیا
ہمیں آپ سے بھی جُدا کر چلے

جبیں سجدہ کرتے ہی کرتے گئی
حقِ بندگی ہم ادا کر چلے

نہ دیکھا غمِ دوستاں، شُکر ہے
ہمیں داغ اپنا دکھا کر چلے

کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میرؔ
جہاں میں تم آئے تھے، کیا کر چلے

(کلیاتِ غزلیاتِ میرؔ)

NOT FOR SALE - PCTB

مشق

۱۔ میر کی شامل کتاب غزل کے متن کے پیشِ نظر مختصر جواب لکھیں۔

(الف) شاعر نے فقیرانہ انداز میں کن لفظوں میں دُعا کی ہے؟

(ب) شاعر نے اپنے کس عہد کو وفا کہا ہے؟

(ج) شاعر کو مقدور تک دوا کرنے کے باوجود شفا کیوں نہ ملی؟

(د) شاعر کے نزدیک حقِ بندگی کس طرح ادا ہوا ہے؟

(ہ) شاعر نے کس بات کا شُکر ادا کیا ہے؟

۲۔ میر کی شامل کتاب غزل کے متن کے پیشِ نظر مصرعے مکمل کریں۔

(الف) ________ اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی

(ب) دکھائی دیے یوں کہ ________ کیا

(ج) جبیں ________ کرتے ہی کرتے گئی

(د) ________ ہم ادا کر چلے

(ہ) نہ دیکھا ________ شکر ہے

۳۔ مطلع اور مقطع کسے کہتے ہیں؟ میر کی اس غزل سے مثالیں دیں۔

۴۔ قافیہ کسے کہتے ہیں اور ردیف کیا ہوتی ہے؟ اس غزل میں قافیے اور ردیف کی نشان دہی کریں۔

۵۔ درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کی تذکیر و تانیث واضح ہو جائے۔

صدا	عہد	تقدیر	شفا
جبیں	سجدہ	غمِ دوستاں	داغ

NOT FOR SALE PCTB

سرگرمیاں:

- کوئی خوش الحان طالب علم جماعت کے کمرے میں درست آہنگ کے ساتھ اس غزل کی بلند خوانی کرے۔
- تمام طلبہ میرؔ کی اس غزل کو زبانی یاد کریں۔
- طلبہ "کلیاتِ غزلیاتِ میرؔ" میں سے کوئی اور معروف غزل اپنی کاپی میں لکھیں اور دوستوں کو سنائیں۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ طلبہ کو غزل کی ہیئت ترکیبی کے بارے میں بتایا جائے اور ان پر واضح کیا جائے کہ غزل کا ہر شعر جداگانہ معنی و مفہوم کا حامل ہوتا ہے۔

۲۔ اُردو غزل کے ابتدائی دور خصوصاً خواجہ میر دردؔ اور میرؔ و سوداؔ کے دور کا ذکر کیا جائے۔

۳۔ طلبہ کو بتایا جائے کہ میرؔ کے بعد آنے والے کم و بیش تمام شاعروں نے میرؔ کی شاعرانہ عظمت کو تسلیم کیا ہے اور اس ضمن میں طلبہ کو استاد ابراہیم ذوقؔ اور مرزا غالبؔ کے یہ دو شعر لکھوائے جائیں۔

نہ ہوا، پر نہ ہوا، میرؔ کا انداز نصیب
ذوقؔ یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

ریختے کے تمھیں استاد نہیں ہو غالبؔ
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا

NOT FOR SALE PCTB